قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

بدھ 25 اگست 2021ء | 16 محرم 1443 ہجری قمری | جلد: 3 | شمارہ: 201

ارشادِ باری تعالیٰ

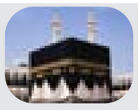

وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ؕ ﴿۲۵﴾

(بنی اسرائیل: 24-25)

اور تیرے ربّ نے فیصلہ صادر کر دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین سے احسان کا سلوک کرو۔ اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک تیرے پاس بڑھاپے کی عمر کو پہنچے یا وہ دونوں ہی، تو اُنہیں اُف تک نہ کہہ اور انہیں ڈانٹ نہیں اور انہیں نرمی اور عزت کے ساتھ مخاطب کر۔ اور ان دونوں کے لئے رحم سے عجز کا پَر جُھکا اور کہہ کہ اے میرے ربّ! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

فرمانِ رسول ﷺ

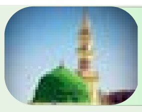

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا قول ہے کہ رب کی رضا باپ کی رضامندی میں ہے، اور رب کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔

(الادب المفرد للبخاری۔باب قولہ تعالیٰ ووصینا الانسان بوالدیہ حسنا)

حضرت عبداللہؓ بن عَمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے ماں باپ کو گالی دینا کبیر گناہ ہے۔صحابہؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول، کوئی شخص اپنے ماں باپ کو بھی گالی دے سکتا ہے؟۔فرمایا کہ ہاں وہ دوسرے آدمی کے ماں اور باپ کو گالی دیتا ہے تو اپنے ہی ماں باپ کو گالی دیتا ہے۔

(صحیح مسلم۔کتاب الایمان)

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس شخص کی خواہش ہو کہ اس کی عمر لمبی ہو اور اسکا رزق بڑھادیا جائے تو اس کو چاہئے کہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرے اور صلہ رحمی کی عادت ڈالے۔

(مسند احمد۔جلد 3۔صفحہ نمبر 266۔مطبوعہ بیروت)

تو یہاں عمر بڑھانے کا اور رزق میں برکت کا ایک اصول بتا دیا گیا ہے کہ اگر کشائش چاہتے ہو، اپنے بچوں کی دور دور کی خوشیاں دیکھنا چاہتے ہو تو والدین سے حسن سلوک کرو۔ ان کے تم پر جو احسانات ہیں انہیں یاد رکھو۔ یاد رکھو کہ بچپن میں تمہیں انہوں نے بڑی تکلیف سے پالا ہے۔ اگر تمہاری طرف توجہ نہ دیتے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تمہاری تو یتیمی کی حالت تھی۔ کچھ کر نہیں سکتے تھے۔ کیونکہ تمہیں کسی نے پوچھنا بھی نہیں تھا۔ وہ ماں باپ ہی ہیں جو بچے کو اس طرح پوچھتے ہیں، درد سے پوچھتے ہیں۔ تو جب تم بڑے ہوتے ہو تو تمہاری لکھائی پڑھائی کی کوشش کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ اپنے پر ہر تکلیف وارد کرتے ہیں اور تمہیں پڑھاتے ہیں۔ کئی والدین ایسے ہیں جو فاقے کرتے ہیں اور اس کوشش میں ہوتے ہیں کہ ہمارے بچے پڑھ جائیں۔ تاکہ بڑے ہو کر وہ معاشرے میں عزت و احترام سے رہ سکیں، ہمارے والا ان کا حال نہ ہو۔ لیکن بعض ایسے ناخلف اور بدقسمت بچے ہوتے ہیں کہ جب وہ سب کچھ ماں باپ سے حاصل کر لیتے ہیں، تعلیم حاصل کر کے بڑے افسر لگ جاتے ہیں تو اپنی الگ دنیا بسا لیتے ہیں اور پھر ماں باپ کی کوئی پرواہ بھی نہیں ہوتی۔

(خطبہ جمعہ 16 جنوری 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

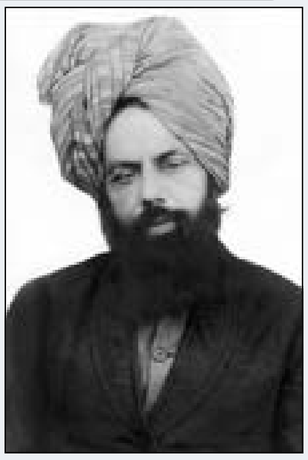

مخالف باپ کے لیے دعا اور خدمت کی نصیحت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ظہر کے وقت ایک نووارد صاحب سے ملاقات کی اور ان کو تاکید سے فرمایا کہ وہ اپنے والد کے حق میں جو سخت مخالف ہیں دعا کیا کریں انہوں نے عرض کی کہ حضور میں دعا کیا کرتا ہوں اور حضور کی خدمت میں بھی دعا کے لئے ہمیشہ لکھا کرتا ہوں حضرت اقدس نے فرمایا کہ:

’’توجہ سے دعا کرو باپ کی دعا بیٹے کے واسطے اور بیٹے کی دعا باپ کے واسطے قبول ہوا کرتی ہے اگر آپ بھی توجہ سے دعا کریں تو اس وقت ہماری دعا کا بھی اثر ہو گا۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ نمبر 502 ایڈیشن 1988ء)

بٹالہ کے سفر کے دوران حضرت اقدس، شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی سے ان کے والد صاحب کے حالات دریافت فرماتے رہے اور نصیحت فرمائی کہ:

’’ان کے حق میں دعا کیا کرو ہر طرح اور حتی الوسع والدین کی دلجوئی کرنی چاہیئے اور ان کو پہلے سے ہزار چند زیادہ اخلاق اور اپنا پاکیزہ نمونہ دکھلا کر اسلام کی صداقت کا قائل کرو۔ اخلاقی نمونہ ایسا معجزہ ہے کہ جس کی دوسرے معجزے برابری نہیں کر سکتے سچے اسلام کا یہ معیار ہے کہ اس سے انسان اعلیٰ درجے کے اخلاق پر ہو جاتا ہے اور وہ ایک ممیز شخص ہوتا ہے شاید خدا تعالیٰ تمہارے ذریعہ ان کے دل میں اسلام کی محبت ڈال دے۔ اسلام والدین کی خدمت سے نہیں روکتا۔ دنیوی امور جن سے دین کا حرج نہیں ہوتا ان کی ہر طرح سے پوری فرمانبرداری کرنی چاہیئے۔ دل و جاں سے ان کی خدمت بجا لاؤ۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 492 ایڈیشن 1988ء)

اس شمارہ میں

- چشمِ بینا حسن فانی کی تماشائی نہیں (منظوم)
- احکام خداوندی
- کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو!!!
- اَلْعَقْلُ السَّلِیْمُ فِیْ الْجِسْمِ السَّلِیْمِ

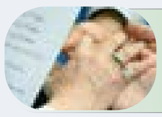

دربارِ خلافت

کاغذ اور قلم دوات لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہیں ایک چھوٹا سا مضمون لکھا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حکیم عبدالصمد خان صاحب ولد حکیم عبدالغنی صاحب دہلی کے تھے۔ انہوں نے 1905ء میں بیعت کی تھی یہ لکھتے ہیں کہ مَیں 1891ء میں ایک مولوی صاحب سے جلالین پڑھا کرتا تھا۔ اس میں یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ (آل عمران: 56) والی آیت آ گئی جس کی تفسیر میں لکھا تھا (کہ) رَافِعُکَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنۡیَا مِنۡ غَیۡرِ مَوۡتٍ۔ مَیں حیران ہوا کہ مِنۡ غَیۡرِ مَوۡتٍ کہاں سے آ گیا۔ یہ متن کی تفسیر ہو رہی ہے یا متن کا مقابلہ ہو رہا ہے؟ رات غور کرتے کرتے دو بج گئے۔ اتفاقاً والد صاحب کی آنکھ کھلی۔ انہوں نے اتنی دیر جاگنے کا سبب دریافت کیا۔ میں نے اصل حقیقت کہہ سنائی۔ فرمایا۔ میاں استاد کس لئے ہوتا ہے۔ تم صبح جا کر مولوی صاحب سے یہ معاملہ حل کروا لینا۔ چنانچہ مَیں صبح مولوی صاحب کے پاس گیا اور سارا قصہ کہہ سنایا۔ مولوی صاحب کہنے لگے کہ میاں متقدمین سے لے کر متأخرین تک سب کا یہی مذہب چلا آتا ہے۔ اس میں جھگڑا مت کرو۔ (کہ شروع سے یہی مسئلہ چلا آ رہا ہے، چھوڑو اس کو۔) مگر مَیں نے کہا کہ جب تک میری سمجھ میں نہ آئے میں آگے ہرگز نہیں چلوں گا۔ اس پر وہ بہت ناراض ہوئے۔ میرے والد صاحب کو بھی بلوایا۔ مگر انہوں نے کہا کہ آپ استاد ہیں اور یہ شاگرد۔ (میرے استاد کو کہہ دیا کہ تم استاد ہو۔ یہ تمہارا شاگرد ہے۔ مَیں نے تمہارے پاس پڑھنے بھیجا ہے۔) آپ جانیں اور آپ کا کام جانے۔ مَیں اس میں دخل نہیں دیتا۔ اور یہ کہہ کر (والد صاحب تو اُٹھ کر) چلے گئے۔ اور مولوی صاحب نے پھر مجھے کہنا شروع کیا کہ پڑھو۔ مَیں نے کہا جب تک آپ سمجھائیں نہ، مَیں کیسے پڑھ سکتا ہوں۔ اس پر مولوی صاحب کو غصہ آیا۔ اور انہوں نے مجھے ایک تھپڑ مار کر کہا کہ ایک تجھے جنون ہوا ہے اور ایک مرزا کو۔ مَیں حیران ہوا کہ یہ مرزا کون ہے؟ (اُن کی واقفیت بھی نہیں تھی۔ اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام بھی نہیں سنا تھا۔ کہتے ہیں مَیں حیران ہو گیا اس بات پر کہ مرزا کون ہے؟) ساتھ ہی میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مَیں کس اَصل پر قائم ہوں؟ (بہرحال یہ میرا خیال نہیں ہے بلکہ اس کی کوئی بنیاد ہے۔ میرے دل میں جو یہ خیال آیا تو اور لوگ بھی ہیں جو یہ خیال رکھتے ہیں۔) یونہی مَیں نے وقت ضائع نہیں کیا۔ اس پر مَیں نے مولوی صاحب کو کہا کہ آپ جب تک سمجھائیں گے نہیں مَیں آگے نہیں چلوں گا۔ یہ دین ہے اور دین میں جبر جائز نہیں۔ آج آپ تھپڑ مار کر مجھے اپنے مذہب پر کر لیں گے۔ کل کو کوئی اور مولوی صاحب دو تھپڑ مار کر اس کے مخالف کہلوا لیں گے اور پرسوں کوئی تین تھپڑ مار کر ان کے بھی خلاف کہلوا لے گا۔ تو یہ کیا مذاق ہے؟ میں ہرگز نہیں پڑھوں گا۔ (اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ہر بات کو پُرانے لوگ یونہی نہیں مان لیا کرتے تھے۔ بڑی گہرائی میں جایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں) اس جھگڑے میں گیارہ بج گئے مگر میں نے نہ پڑھنا تھا نہ پڑھا۔ شام کو دوسرے استاد کے پاس گیا۔ اُس نے بھی کہا کہ ایک تجھے جنون ہوا ہے

بقیہ صفحہ 8 پر

چشمِ بینا حسنِ فانی کی تماشائی نہیں

دردِ دل کی موت نے بھی کی مسیحائی نہیں
جاں لبوں تک آ گئی لیکن قضا آئی نہیں
شکوۂ بیدادِ جاناں کیا کریں جب ہم میں خود
بارِ اُلفت کے اٹھانے کی توانائی نہیں
چھیڑیئے مسجد میں جا کر حُرمتِ مَے کا بیاں
محفلِ رِنداں میں زاہد، تیری شُنوائی نہیں
تلخ کامی زندگی کی دیکھنا اے ہم نفس
ہم مریں جس پر اُسے ہم سے شناسائی نہیں
چھوڑ میخانہ[1]، چلیں کیونکر حرم کو ہم، کہ واں
مَے نہیں، ساقی نہیں اور بادہ پیمائی نہیں
آ کے تُربت پر مری کہنے لگا وہ شوخ یوں
باز آیا اب تُو مرنے سے؟[2] صدا آئی ”نہیں“
دیکھتا کیا ہے درختِ عشق کہ ہیں یہ ثمر
دَشتِ غُربت میں جُنوں کی آبلہ پائی نہیں
باغِ عالَم میں حسیں دیکھے مگر تیری قسم
تیری رنگت، تیرا جلوہ، تیری رعنائی نہیں

1 یعنی قادیان
2 یعنی محبت کرنا

بخار دل صفحہ 22تا23

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ لَنَا فِیۡہِ وَأَطۡعِمۡنَا خَیۡرًا مِّنۡہُ

(ترمذی۔ أَبۡوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنۡ رَّسُوۡلِ اللّٰہِ ﷺ بَابُ مَا یَقُوۡلُ إِذَا أَکَلَ طَعَامًا حدیث: 3455)

ترجمہ: اے اللہ ہمارے لئے اس میں برکت رکھ دے اور ہمیں اس کا بہترین عطا فرما۔

یہ سید ومولیٰ، مقدس الانبیاء پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی دعوت (کسی کے ہاں کھانا کھانے) کی دعا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (دونوں) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے، وہ ایک برتن لے کر ہم لوگوں کے پاس آئیں، اس برتن میں دودھ تھا میں آپ کے دائیں جانب بیٹھا ہوا تھا اور خالد آپ کے بائیں طرف تھے، آپ نے دودھ پیا پھر مجھ سے فرمایا: پینے کی باری تو تمہاری ہے، لیکن تم چاہو تو اپنا حق (اپنی باری) خالد بن ولید کو دیدو، میں نے کہا: آپ کا دودھ پینے میں اپنے آپ پر میں کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے اللہ کھانا کھلائے، اسے کھا کر یہ دعا پڑھنی چاہیے: اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ لَنَا فِیۡہِ وَأَطۡعِمۡنَا خَیۡرًا مِّنۡہُ اور جس کو اللہ دودھ پلائے اسے کہنا چاہیے اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ لَنَا فِیۡہِ وَزِدۡنَا مِنۡہُ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دودھ کے سوا کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کھانے اور پینے (دونوں) کی ضرورت پوری کر سکے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا دُعِیَ أَحَدُکُمۡ، فَلۡیُجِبۡ، فَإِنۡ کَانَ صَآئِمًا، فَلۡیُصَلِّ، وَإِنۡ کَانَ مُفۡطِرًا، فَلۡیَطۡعَمۡ

(صحیح مسلم۔ کِتَابُ النِّکَاحِ بَابُ الۡأَمۡرِ بِإِجَابَۃِ الدَّاعِی إِلٰی دَعۡوَۃٍ حدیث: 3520)

ترجمہ: جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو وہ قبول کرے۔ اگر وہ روزہ دار ہے تو دعا کرے اور اگر روزے کے بغیر ہے تو کھانا کھائے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری سنت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ میزبان اعزاز وتکریم کے ارادہ سے مہمان کے ساتھ گھر کے دروازے تک الوداع کہنے آئے۔

(ابنِ ماجہ)

مرسلہ: مریم رحمٰن

قدسیہ نوروالا۔ ناروے

احکام خداوندی

قسط پنجم

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح)

آخرت

عقلمند وہ ہے جو عذاب آنے سے پیشتر اس کی فکر کرتا ہے اور دور اندیش وہ ہے جو مصیبت سے پہلے اس سے بچنے کی فکر کرتا ہے۔ انسان کو یہی لازم ہے کہ آخرت پر نظر رکھ کر بُرے کاموں سے توبہ کرے۔‘‘

(حضرت مسیح موعودؑ)

یوم آخرت پر ایمان لانا

- وَ لٰکِنَّ الۡبِرَّ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ وَ الۡکِتٰبِ وَ النَّبِیّٖنَ

(البقرہ: 178)

لیکن کامل نیک شخص وہ ہے جو اللہ، روزِ آخرت، ملائکہ، الٰہی کتب، اور سب نبیوں پر ایمان لائے۔

مراجعت الی اللہ کو یاد رکھنا

- یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغۡیُکُمۡ عَلٰۤی اَنۡفُسِکُمۡ ۙ مَّتَاعَ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۫ ثُمَّ اِلَیۡنَا مَرۡجِعُکُمۡ فَنُنَبِّئُکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۳﴾

(یونس: 24)

اے لوگو! یقیناً تمہاری بغاوت تمہارے اپنے ہی خلاف ہے۔ (تمہیں) دنیا کی زندگی کا تھوڑا سا فائدہ اٹھانا ہے پھر ہماری طرف ہی تمہارا لوٹ کر آنا ہے۔ پھر ہم تمہیں ان اعمال کی خبر دیں گے جو تم کیا کرتے تھے۔

نفس مطمئنہ کی خدا کی طرف مراجعت

- یٰۤاَیَّتُہَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّۃُ
- ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً
- فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ

(الفجر: 28تا 30)

اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف لوٹ جا، راضی رہتے ہوئے اور رضا پاتے ہوئے۔ پس میرے بندوں میں داخل ہو جا۔ اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

ہر نفس کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا

- اَلۡیَوۡمَ تُجۡزٰی کُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا کَسَبَتۡ ؕ لَا ظُلۡمَ الۡیَوۡمَ

(المؤمن: 18)

آج ہر شخص کو اسکا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے کیا اور اس پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

- مَنۡ عَمِلَ سَیِّئَۃً فَلَا یُجۡزٰۤی اِلَّا مِثۡلَہَا ۚ وَ مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَ ہُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ یُرۡزَقُوۡنَ فِیۡہَا بِغَیۡرِ حِسَابٍ۔

(المؤمن: 41)

جو بھی بُرائی کرے گا اسے سزا نہیں دی جائے گی مگر اُسی کے برابر۔ اور مرد اور عورت میں سے جو بھی نیکی کرے گا اور وہ مومن ہوگا۔ پس یہی وہ لوگ ہیں جو جنت میں داخل ہوں گے۔ اس میں انہیں بے حساب رزق عطا کیا جائے گا۔

کوئی جان کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی

- وَ لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰی ؕ وَ اِنۡ تَدۡعُ مُثۡقَلَۃٌ اِلٰی حِمۡلِہَا لَا یُحۡمَلۡ مِنۡہُ شَیۡءٌ وَّ لَوۡ کَانَ ذَا قُرۡبٰی

(فاطر: 19)

اور کوئی بوجھ اٹھانے والی (جان) کسی دوسری کا بوجھ نہیں اُٹھائے گی۔ اور اگر کوئی بوجھ سے لدی ہوئی اپنے بوجھ کی طرف بلائے گی (تو اس کے بوجھ میں) سے کچھ بھی نہ اٹھایا جائے گا۔ خواہ وہ قریبی ہی کیوں نہ ہوں۔

کفر کرنے والوں کا کوئی عذر قبول نہ ہوگا

- یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَا تَعۡتَذِرُوا الۡیَوۡمَ ؕ اِنَّمَا تُجۡزَوۡنَ مَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ۔

(التحریم: 8)

اے وہ لوگو جنہوں نے کفر کیا! آج عذر پیش نہ کرو۔ یقیناً تمہیں صرف اسی کی جزا دی جائے گی جو تم کیا کرتے تھے۔

رب کی مغفرت اور جنت کے حصول کے لیے سبقت لینا

- سَابِقُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَ جَنَّۃٍ عَرۡضُہَا کَعَرۡضِ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ

(الحدید: 22)

اپنے رب کی مغفرت کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھو اور اس جنت کی طرف بھی جس کی وسعت آسمان اور زمین کی وسعت کی طرح ہے۔

- فَمَنۡ کَانَ یَرۡجُوۡا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشۡرِکۡ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖۤ اَحَدًا۔

(الکہف: 111)

پس جو شخص اپنے رب سے ملنے کی امید رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ نیک (اور مناسب حال) کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔

ورلی زندگی کی حقیقت اور اس سے اجتناب

- اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا لَعِبٌ وَّ لَہۡوٌ وَّ زِیۡنَۃٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَیۡنَکُمۡ وَ تَکَاثُرٌ فِی الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَوۡلَادِ

(الحدید: 21)

جان لو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل کود اور نفس کی خواہشات کو پورا کرنے کا ایسا ذریعہ ہے جو اعلیٰ مقصد سے غافل کر دے اور سج دھج اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا ہے اور اموال اور اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرنا ہے۔

تقدیر الٰہی کا جلد طلب نہ کرنا

- خُلِقَ الۡاِنۡسَانُ مِنۡ عَجَلٍ ؕ سَاُورِیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ فَلَا تَسۡتَعۡجِلُوۡنِ۔

(الانبیاء: 38)

انسان جلد بازی کے خمیر سے پیدا کیا گیا ہے۔ میں ضرور تمہیں اپنے نشانات دکھاؤں گا۔ پس مجھ سے جلدی کرنے کا مطالبہ نہ کرو۔

(احکام خداوندی از حنیف احمد محمود/700)

امۃ القدوس قدسیہ۔ ناروے

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو!!!

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اپنے بھیجے گئے انبیاء، امام زمانہ اور مسیح زمانہ کے انکار اور پھر توہین کرنے والوں پر عذاب لانے کے بارے میں فرماتا ہے:

یٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ اَلَمۡ یَاۡتِکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ وَ یُنۡذِرُوۡنَکُمۡ لِقَآءَ یَوۡمِکُمۡ ہٰذَا ؕ قَالُوۡا شَہِدۡنَا عَلٰۤی اَنۡفُسِنَا وَ غَرَّتۡہُمُ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا وَ شَہِدُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ اَنَّہُمۡ کَانُوۡا کٰفِرِیۡنَ ﴿۱۳۱﴾ ذٰلِکَ اَنۡ لَّمۡ یَکُنۡ رَّبُّکَ مُہۡلِکَ الۡقُرٰی بِظُلۡمٍ وَّ اَہۡلُہَا غٰفِلُوۡنَ ﴿۱۳۲﴾

(الانعام: 131تا132)

اے جنوں اور عوام الناس کے گروہو! کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے جو تمہارے سامنے میری آیات بیان کیا کرتے تھے اور تمہیں تمہاری اِس دن کی ملاقات سے ڈرایا کرتے تھے؟ تو وہ کہیں گے کہ (ہاں) ہم اپنے ہی نفوس کے خلاف گواہی دیتے ہیں۔ اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکہ میں مبتلا کر دیا تھا اور وہ خود اپنے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ کفر کرنے والے تھے۔

یہ اس لئے (ہوگا) کہ اللہ کسی بستی کو ظلم سے ہلاک نہیں کرتا اس حال میں کہ اس کے رہنے والے غافل ہوں۔

یعنی اللہ تبارک تعالیٰ کبھی بھی کسی بھی قوم پر اس وقت تک عذاب نازل نہیں کرتا جب تک کہ وہاں کوئی ڈرانے والا اور اصلاح کرنے والا نہ بھیج چکا ہو۔ یا بار بار تنبیہ نہ کی ہو۔

اسی طرح آخری زمانے میں بھی جیسے ایک مہدی و مسیح نبی اللہ کے مبعوث ہونے کا ذکر اور وعدہ سورۃ الجمعہ میں موجود ہے

ہُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیۡہِمۡ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ ٭ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۳﴾ وَّ اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۴﴾

(الجمعۃ: 3تا4)

وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔

اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

اسی طرح اس آخری زمانے میں عذاب آنے کی بھی پیشگوئی موجود ہے۔

حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اِنۡ مِّنۡ قَرۡیَۃٍ اِلَّا نَحۡنُ مُہۡلِکُوۡہَا قَبۡلَ یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ اَوۡ مُعَذِّبُوۡہَا عَذَابًا شَدِیۡدًا ؕ کَانَ ذٰلِکَ فِی الۡکِتٰبِ مَسۡطُوۡرًا ﴿۵۹﴾

(بنی اسرائیل: 59)

اور کوئی بستی نہیں مگر اسے ہم قیامت کے دن سے پہلے ہلاک کرنے والے یا اُسے بہت سخت عذاب دینے والے ہیں۔ یہ بات کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔

چنانچہ اس آخری زمانے میں اپنے وعدے کے مطابق اللہ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کو مامور کیا اور صرف ایک خطے یا علاقے کے لئے نہیں۔ بلکہ ساری دنیا کی اقوام، خطے، قبیلے اور مذاہب اور مسلمانوں کے ہر فرقے کی اصلاح اور اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غلبہ دینے کے لئے زمانے کا امام اور مسیح بنا کے بھیجا اور ساتھ ہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو 1897ء میں الہام کیا کہ:

''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''

حضور علیہ السلام نے تحریر فرمایا:

''وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی قبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا''۔

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 182)

اور اس الہام اور پیشگوئی کے عین مطابق ایک صدی کے اندر اندر اللہ نے اپنی تقدیر کے عین مطابق اپنے مہدی کے پیغام، نام اور جماعت کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دیا۔ اور خلافت علیٰ منہاج نبوت کو مضبوط بنایا۔ نیک فطرت لوگوں نے خوشی اور تقویٰ سے اس پیغام کو سنا اور قبول کیا۔ مذہب سے دور لوگوں نے اسکی پرواہ بھی نہیں کی۔ لیکن انتہا پسند اور انکار کرنے والوں نے نہ صرف انکار کیا۔ بلکہ تکذیب بھی کی۔ اور اس جماعت کے افراد کو نقصان پہنچانے، تکالیف دینے اور شہید کرنے کے ساتھ ساتھ ہجرت پر بھی مجبور کر دیا۔

تو پھر اللہ کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت بھی آ گیا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

(تذکرہ صفحہ 148)

چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ اس عرصہ میں کس طرح اللہ نے زور آور حملے کئے۔ اور کثرت سے وبائیں، زمینی، آسمانی اور سمندری آفات عذاب کی صورت میں ساری دنیا پر نازل کئے۔ اور دنیا کی توجہ اس طرف پھیری کہ زمانے کا امام اور مسیحا آ چکا ہے۔

کہیں شہاب ثاقب گر رہا ہے۔ ناروے

غرض یہ کہ یورپ، آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا، الاسکا، اور ایشیا کا کوئی ایسا ملک نہیں جہاں ان آفات نے تباہی نہ مچائی ہو۔ چائنا کے ساتھ ساتھ پچھلے سال پہلے انڈیا میں بارشوں سے ایئر پورٹ میں کھڑے ہوائی جہاز تک ڈوب گئے اور بہہ گئے۔ پھر پچھلے سال سارا کراچی ڈوب گیا اور صوبہ سندھ میں صدی کی سب سے بڑی تباہی آئی۔ اور حکومت اور عوام کو جانی نقصان کے ساتھ ساتھ شدید مالی نقصان اٹھانا پڑا اور ہر گھر گٹر کی بو سے بھر گیا۔جسکی صفائی اور بو نکالتے مہینوں لگ گئے۔لیکن پھر بھی کسی نے عبرت نہ پکڑی۔ اور ظلم کرنے اور کلمہ مٹانے اور مساجد گرانے میں مصروف رہے۔ پھر اسی طرح کا ایک اور عذاب پنڈی اور اسلام آباد کے پوش علاقوں میں آیا۔گندے نالے کا پانی اُبل اُبل کے سڑکوں اور گھروں کو برباد کر گیا۔ اور گاڑیاں سڑکوں پے تیرتی نظر آئیں۔ اور یہ تباہی بھی آدھی صدی کے بعد آئی۔ کہ اللہ نے بہت ڈھیل دی۔

لیکن پھر بھی ظلم کی انتہا ختم ہی نہیں ہو رہی اور احمدیوں کے ساتھ ساتھ مجبور اور غریب لوگ بھی حکومت اور بااثر لوگوں کی ناانصافی اور زیادتی کا شکار ہوتے چلے گئے۔ اور گناہ اور ظلم بڑھتا ہی گیا۔اور وبائی کیڑے دابۃ الارض نے بھی رنگ بدل بدل کے کرونے کی شکل میں دنیا کے ہر خطے کے ساتھ ساتھ انڈیا اور پاکستان میں بھی کیڑوں کی طرح انسانی اموات لینا شروع کر دیں۔ اَسۡتَغۡفِرُاللّٰہَ۔ اللہ کبھی کسی پے ظلم نہیں کرتا لیکن دنیا کی حالت یہ ہوگئی کہ

؎ کثرت گناہ سے زندگی بکھر گئی
آسماں بھی رو پڑا زمین بھی اجڑ گئی

اللہ کے بھیجے گئے مامور اور اس زمانے کے امام و مسیحا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے بہت پہلے ایک پیشگوئی میں فرمایا تھا:

’’یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض اُن میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیر و زبر ہو جائیں گے کہ گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں اُن کا پتہ نہیں ملے گا تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر

کہیں شدید بارشوں سے سیلاب ہے۔ چین

تو کہیں شدید گرمی کے بعد بگولہ۔ کینیڈا

اور کہیں گرمی سے آگ لگی ہے۔ امریکہ

ہوں گی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں اگر میں نہ آیا ہوتا تو اِن بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا:

مَنِ اهۡتَدٰی فَاِنَّمَا یَهۡتَدِیۡ لِنَفۡسِهٖ ۚ وَمَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیۡهَا ؕ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰی ؕ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیۡنَ حَتّٰی نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا ﴿۱۶﴾

(بنی اسرائیل:16)

جو ہدایت پا جائے وہ خود اپنی جان ہی کے لئے ہدایت پاتا ہے اور جو گمراہ ہو تو وہ اسی کے مفاد کے خلاف گمراہ ہوتا ہے۔ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی کسی دوسری کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔ اور ہم ہرگز عذاب نہیں دیتے یہاں تک کہ کوئی رسول بھیج دیں (اور حجت تمام کر دیں)۔

اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں اُن پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم اِن زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہوگا یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک اُن سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید اُن سے زیادہ مصیبت کا مُنہ دیکھو گے۔ اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں۔ اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اُس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سُننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اِس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائے گا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ268تا269)

اور آج کا زمانہ اپنی آنکھوں سے اللہ کے اس نذیر اور بشیر کی پیشگوئی اپنی آنکھوں سے پوری ہوتے دیکھ رہا ہے۔

اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے ایک خطبہ جمعہ 22 مئی 2020ء کو اسلام آباد، برطانیہ میں فرماتے ہیں:

''آج کل ہم جس حالت سے گزر رہے ہیں اس میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کے آگے جھکنے کی ضرورت ہے۔ یہ آفات اور طوفان اور بلائیں جو اس زمانے میں آ رہی ہیں ان کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے خاص تعلق ہے۔ پس ہمیں اپنے ایمان و ایقان اور انجام بخیر کے لیے بھی بہت دعائیں کرنی چاہئیں اور دنیا کے بچانے کے لیے بھی دعائیں کرنی چاہئیں۔

مناسب ہے کہ ان ابتلا کے دنوں میں اپنے نفس کو مار کر تقویٰ اختیار کریں۔ میری غرض ان باتوں سے یہی ہے کہ تم نصیحت اور عبرت پکڑو۔ دنیا فنا کا مقام ہے، آخر مرنا ہے۔ خوشی دین کی باتوں میں ہے۔ اصلی مقصد تو دین ہی ہے۔''

اللہ ہمیں حضور انور کے اس ارشاد کی روشنی میں زیادہ سے زیادہ تقویٰ کا معیار بلند کرنے اور اپنے ساتھ ساتھ دنیا کے لئے بھی دعا کرنے کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین ثم آمین

کہیں شدید گرم علاقوں میں اولے پڑ رہے ہیں۔ مکہ

تو کہیں سمندر میں زلزلے کے بعد سونامی ہے۔ گرین لینڈ

بھارت

؎ اک بڑی مدت سے دِیں کو کُفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر درپیش ہے
پر یہی ہیں دوستو! اُس یار کے پانے کے دن

(درثمین)

مبارک احمد منیر۔ مربی سلسلہ برکینا فاسو

اَلْعَقْلُ السَّلِیْمُ فِیْ الْجِسْمِ السَّلِیْمِ

اَلْعَقْلُ السَّلِیْمُ فِیْ الْجِسْمِ السَّلِیْمِ یہ ایک لاطینی ضرب المثل ہے جس کا اردو ترجمہ ہے کہ صحت مند دماغ صحت مند جسم میں ہی ہوتا ہے۔ اور اسی طرح انگریزی میں بھی ضرب المثل ہے کہ a healthy mind in a healthy body۔ پس انسانی زندگی میں صحت مند ہونا بہت ضروری ہے۔ یہ بات سچ ہے کہ جو انسان جسمانی طور پر صحت مند ہوگا وہی بہتر رنگ میں اپنی عملی زندگی میں ترقی بھی کر سکے گا۔ بہترین طریقہ سے دماغ کا استعمال بھی کر سکے گا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جسم کا ہماری روح پر اثر ہوتا ہے یہاں تک کہ ہماری خوراک کا بھی ہمارے جسم کے ساتھ ساتھ روح پر اثر ہوتا ہے۔ اگر جسم بیمار ہوگا تو روح بھی توانا نہیں ہوگی اور دینی اور دنیاوی دونوں ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکے گی۔

انبیاء کی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ وہ جسمانی طور پر بھی چست و توانا تھے۔ ان کی صحت بہترین ہوتی تھی۔ اگر ہم حضرت نوح علیہ السلام کی مثال لیں تو قرآن کریم اور بائبل سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک بڑی کشتی بنانے کا حکم دیا تھا۔ اتنی بڑی کہ جس میں اس علاقہ کے تمام جانداروں کے جوڑے سما سکیں۔ آج سے ہزاروں سال پہلے ایسی کشتی بنانا کوئی آسان کام نہ ہوگا۔ یہ ضرور طاقت ور اور جفاکش انسان کا ہی کام ہوسکتا ہے جب کہ تمام معاشرہ آپ پر ہنسی مذاق کر رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَاصۡنَعِ الۡفُلۡکَ بِاَعۡیُنِنَا وَوَحۡیِنَا وَلَا تُخَاطِبۡنِیۡ فِی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا ۚ اِنَّہُمۡ مُّغۡرَقُوۡنَ ﴿۳۸﴾ وَیَصۡنَعُ الۡفُلۡکَ ۟ وَکُلَّمَا مَرَّ عَلَیۡہِ مَلَاٌ مِّنۡ قَوۡمِہٖ سَخِرُوۡا مِنۡہُ ؕ قَالَ اِنۡ تَسۡخَرُوۡا مِنَّا فَاِنَّا نَسۡخَرُ مِنۡکُمۡ کَمَا تَسۡخَرُوۡنَ ﴿۳۹﴾

(ہود: 38تا39)

ترجمہ:۔ اور ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بنا اور جن لوگوں نے ظلم کیا ان کے بارہ میں مجھ سے کوئی بات نہ کر یقیناً وہ غرق کئے جانے والے ہیں اور وہ کشتی بناتا رہا اور جب کبھی اس کی قوم کے سرداروں کا اس پر گزر ہوا وہ اس سے تمسخر کرتے رہے اس نے کہا اگر تم ہم سے تمسخر کرتے ہو تو یقیناً ہم بھی تم سے اسی طرح تمسخر کریں گے جیسے تم کر رہے ہو۔

یہ آیات ہماری اچھی طرح راہنمائی کرتی ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کشتی بنائی اور پھر یہ نہیں کہ کوئی عام کشتی بنائی بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات اور وحی کے تحت اس کو بنایا گیا۔

اس طرح ہم جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال لیتے ہیں تو ان کو بھی صحت مند ہی پاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آخری عمر میں اولاد عطا کی لیکن وہ جسمانی طور پر صحت مند ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے اولاد عطا کی۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہزاروں کلومیٹر سفر کرنا، یہ صرف صحت مند انسان کے ہی بس کی بات ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کئی دفعہ حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ سے ملنے اپنے علاقہ سے مکہ آئے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سفر انتہائی بڑھاپے کی عمر میں کیے تھے کیونکہ آپ کی اولاد بڑھاپے میں ہوئی تھی جیسا کہ بائبل کہتی ہے کہ جب حضرت اسمٰعیلؑ کی پیدائش ہوئی تو اس وقت آپؑ کی عمر 86 سال تھی۔ اگر ایک انسان کمزور ہو تو وہ ہزاروں سال پہلے اتنی کثرت سے سفر نہیں کر سکتا۔

جب قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تاریخ دیکھتے ہیں تو اس سے بھی پتہ لگتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک سخت جان اور محنتی انسان تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

فَوَکَزَہٗ مُوۡسٰی فَقَضٰی عَلَیۡہِ

(القصص: 16)

پس موسیٰ نے اسے مکّا مارا اور اس کا کام تمام کر دیا۔ اب اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام غیر معمولی طور پر صحت مند تھے۔ کیونکہ ایک مکّا سے بہت کم کسی کی جان جاتی ہے۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں ہی قرآن کریم میں آتا ہے کہ جب انہوں نے جانوروں کو پانی پلایا تو لڑکیوں نے اپنے باپ سے آپ کو اجرت پر رکھنے کی سفارش کی اور ساتھ یہ بھی گواہی دی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک قوی انسان ہیں۔ چنانچہ فرمایا

قَالَتۡ اِحۡدٰىہُمَا یٰۤاَبَتِ اسۡتَاۡجِرۡہُ ۫ اِنَّ خَیۡرَ مَنِ اسۡتَاۡجَرۡتَ الۡقَوِیُّ الۡاَمِیۡنُ ﴿۲۷﴾

(القصص: 27)

ان دونوں میں سے ایک نے کہا اے میرے باپ! اسے نوکر رکھ لے یقیناً جنہیں بھی تو نوکر رکھے اُن میں بہترین وہی (ثابت) ہوگا جو مضبوط (اور) امانت دار ہو

پس ان دو عورتوں کی گواہی جو کہ تا قیامت قرآن کریم میں درج ہوگئی ہے اس بات کو واضح کرنے کے لیے کافی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام غیر معمولی طور پر قوی انسان تھے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو جب ہم لیتے ہیں تو اس میں کثرت سے ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے پتہ لگتا ہے رسول اللہ ﷺ بھی ایک قوی انسان تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی عبادات کو ہی لے لیا جائے تو یہ کسی عام انسان کا کام نہیں۔ اتنی لمبی لمبی نمازیں پڑھنا کہ کھڑے کھڑے پاؤں کا سوج جانا یہ کمزور انسان کا کام نہیں ہے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

کَانَ یَقُوْمُ مِنَ اللَّیْلِ حَتّٰی تَتَفَطَّرَ قَدَمَاہُ

(البخاری، کتاب التھجد، باب قیام النبی ﷺ اللیل حتّٰی تتفطر قدماہ)

کہ رسول اللہ ﷺ راتوں کو اتنی کثرت سے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور عبادات بجالاتے کہ آپ کے پاؤں کی جلد پھٹ جاتی۔

اس حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ روزانہ رات کو لمبی نمازیں ادا کرتے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا مختلف جنگوں میں حصہ لینا اور اس میں اپنی شجاعت کے جوہر دکھانا یہ سب غیر معمولی باتیں تھیں۔ غزوہ حنین میں جب کہ تمام مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اور صرف رسول اللہ ﷺ میدان میں اکیلے رہ گئے یا گنتی کے کچھ صحابہ ہی ساتھ رہ گئے تو اس وقت بھی آپ ﷺ کی بلند ہمتی اور شجاعت ہی تھی کہ آپ آگے ہی بڑھتے چلے گئے اور فرمایا:

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ
اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

پھر غزوہ خندق میں رسول اللہ ﷺ کا پیٹ پر دو پتھر باندھ کر مزدوروں کی طرح کام کرنا یہ کوئی کمزور انسان کا کام نہیں ہے۔ پس جب بھی ہم رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے کسی بھی پہلو کو لیتے ہیں تو ہر جگہ رسول اللہ ﷺ ایک قوی انسان کی طرح نظر آتے ہیں۔ کسی جگہ بھی کوئی کمزوری نظر نہیں آتی۔

آخری بیماری میں جب رسول اللہ ﷺ دو آدمیوں کے سہارے مسجد نبوی میں تشریف لائے تو جہاں یہ واقعہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور عبادات کے عشق میں سرشار ہونے کی گواہی دیتا ہے وہاں رسول اللہ ﷺ کی بلند ہمتی کی بھی داد دیتا ہے کہ اتنی سخت بیماری میں جب کہ عام انسان بستر سے اٹھنے کی ہمت نہیں کرتا وہاں رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لاتے ہیں۔

اس زمانہ میں مسیح آخر الزمان حضرت مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کی زندگی بھی ہمارے لیے یہ پیغام دیتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک قوی انسان تھے۔ چنانچہ جو کام آپ کے ہاتھوں سے ہوا اور جس طرح اسلام کی راہ میں آپ نے جہاد کیا وہ ایک معمولی بات نہ تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بچپن سے ہی بعض چیزوں میں مہارت تھی۔ جیسا کہ گھڑ سواری، تیراکی اور پیدل چلنا وغیرہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کثرت سے پیدل چلتے تھے اور یہ آپ کی روزانہ کی روٹین تھی کہ کئی کئی میل سیر کے لیے چلے جاتے۔ سیالکوٹ میں رہائش کے دوران کا ایک واقعہ سیرۃ المہدی میں درج ہے:

’’ایک دفعہ کچہری برخاست ہونے کے بعد جب اہل کار گھروں کو واپس ہونے لگے۔ تو اتفاقاً تیز دوڑنے اور مسابقت کا ذکر شروع ہوگیا۔ ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ میں بہت دوڑ سکتا ہوں۔ آخر ایک شخص بلّا سنگھ نام نے کہا کہ میں سب سے دوڑنے میں سبقت لے جاتا ہوں۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ میرے ساتھ دوڑو تو ثابت ہو جائے گا کہ کون بہت دوڑتا ہے۔ آخر شیخ الہ داد صاحب منصف مقرر ہوئے۔ اور یہ امر قرار پایا کہ یہاں سے شروع کر کے اس پُل تک کہ جو کچہری کی سڑک اور شہر میں حدِّ فاصل ہے۔ ننگے پاؤں دوڑو۔ جوتیاں ایک آدمی نے اُٹھا لیں اور پہلے ایک شخص اس پُل پر بھیجا گیا تا کہ وہ شہادت دے کہ کون سبقت لے گیا اور پہلے پُل پر پہنچا۔ مرزا صاحب اور بلا سنگھ ایک ہی وقت میں دوڑے۔ اور باقی آدمی معمولی رفتار سے پیچھے روانہ ہوئے۔ جب پُل پر پہنچے۔ تو ثابت ہوا کہ مرزا صاحب سبقت لے گئے اور بلا سنگھ پیچھے رہ گیا۔‘‘

(سیرۃ المہدی جلد نمبر1 صفحہ 253)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قلمی جہاد کرنا اور بیسیوں کتب لکھنا نیز کثرت سے وعظ و نصائح کرنا یہ سب ایک قوی جسم اور قوی ذہن والے آدمی کا ہی کام ہوسکتا ہے۔ پھر آخری عمر میں مبشر اولاد کا پیدا ہونا یہ سب جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل کی طرف اشارہ کرتے ہیں ساتھ جسمانی لحاظ سے صحت مند ہونے کی طرف بھی اشارہ دیتے ہیں۔

ایک واقعہ مولوی محمد اسماعیل شہید صاحب کے بارے میں مشہور ہے، جس کا ذکر حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے صاحب نے تذکرۃ المہدی میں کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

’’چنانچہ مشہور ہے کہ مولوی محمد اسماعیل صاحب شہید کے پاس کسی نے یہ بات پہنچائی۔ کہ فلاں سکھ سپاہی اس بات کا دعویٰ رکھتا ہے کہ کوئی شخص تیرنے میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اس پر شہید مرحوم کو غیرت آگئی اور اسی وقت سے انہوں نے تیرنے کی مشق شروع کر دی۔ اور بالآخر اتنی مہارت پیدا کرلی کہ پہروں پانی میں پڑے رہتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ کہ اب وہ سکھ میرے ساتھ مقابلہ کرلے۔ گویا ان کو یہ گوارا نہ ہوا کہ ایک غیر مسلم تیرنے کی صفت میں بھی مسلمانوں پر فوقیت رکھے۔‘‘

(سیرۃ المہدی جلد نمبر1 صفحہ 254)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْهِمَا كَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ: اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ۔

(صحیح بخاری۔کتاب الرقاق باب ما جاء فی الرقاق وان لا عیش الا عیش الاٰخرۃ)

یعنی دو نعمتیں ایسی ہیں جن کی اکثر لوگ قدر نہیں کرتے، فرصت اور فراغت۔یعنی یوں ہی انہیں ضائع کر دیتے ہیں جب کہ تندرستی کو بیماری سے پہلے اور فرصت کو مشغولیت سے پہلے غنیمت سمجھنا چاہیئے۔

یہ بات سچ ہے کہ جب تک انسان کے پاس ایک نعمت رہتی ہے اس وقت انسان کو اس کی اہمیت اور قدر کا احساس نہیں ہوتا جب وہ اس کے پاس سے چلی جاتی ہے تو اس کو احساس ہوتا ہے کہ کتنی بڑی نعمت تھی جو اس کے پاس نہیں رہی۔ ہم عام طور پر کثرت سے وقت کا ضیاع کرتے ہیں لیکن جب وقت گزر جاتا ہے تو پچھتانا پڑتا ہے۔ یہ حال صحت کا ہے بعض دفعہ صحت ہوتے ہوئے عبادت سے انسان غافل رہتا ہے اور ساری عمر دنیا کے مشاغل میں گزر جاتی ہے۔ بڑھاپے میں جاکر احساس ہوتا ہے کہ نہ اب صحت ہے اور نہ ہی وقت کیونکہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوا آسکتا ہے۔ پس اس وقت عبادت کی طرف توجہ ہوتی ہے پر اب ہمت نہیں رہتی وہ طاقت نہیں ہوتی جس سے لمبی لمبی عبادات بجالائی جاسکیں۔ پس اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اللہ نے صحت عطا کی ہے۔ یہ بہت بڑی نعمت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عبادات اور مجاہدات کے لیے صحت کا ہونا بہت ضروری ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسی نماز افضل ہے تو آپ ؐنے جواب دیا:

”طُوْلُ الْقُنُوْتِ“

(ریاض الصالحین۔ باب فضل قیام الصلاۃ حدیث نمبر 1176)

یعنی نماز میں لمبا قیام کرنا سب سے افضل نماز ہے۔

اب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے افضل نماز پڑھنے کے لیے بھی صحت ہونا بہت ضروری ہے۔ وہی انسان لمبے وقت تک اپنے رب کے حضور مناجات پیش کرسکتا ہے جس میں کھڑے ہونے کی ہمت ہوگی۔ پس انسانی صحت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم نعمت ہے جس کی قدر کرنا بنی نوع انسان کا فرض ہے۔

رسول اللہ ﷺ ایک اور حدیث میں فرماتے ہیں:

اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَّأَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ

(صحیح مسلم۔ فی کتاب القدر، باب فی الامر بالقوۃ وترک العجز، والاستعانۃ باللّٰہ، وتفویض المقادیر للّٰہ)

قوی مومن اللہ تعالیٰ کی نظر میں ضعیف اور کمزور مومن سے بہتر ہے۔

اس حدیث سے بھی صاف ظاہر ہے کہ صحت مند مومن ہی اللہ تعالیٰ کے احکام احسن رنگ میں بجالا سکتا ہے۔عبادات کے علاوہ مجاہدات اور جہاد فی سبیل اللہ خواہ وہ جسمانی ہو یا روحانی ہو سب ایک مضبوط جسم والے انسان ہی کے لیے آسان ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”صحت عمدہ شئے ہے تمام کاروبار دینی و دنیاوی صحت پر موقوف ہیں۔صحت نہ ہو تو عمر ضائع ہوجاتی ہے“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ نمبر 242)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحت جیسی عظیم نعمت سے نوازے اور اس کی قدر کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین ثمّ آمین

بقیہ: دربارِ خلافت…… از صفحہ 2

اور ایک مرزا کو۔ (پھر اُس نے بھی یہی بات دہرائی کہ ایک تم یہ بات کر رہے ہو، اس کا مطلب پوچھ رہے ہو، دوسرا ایک اور شخص ہے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حوالہ دیا۔ کہتے ہیں) اس سے میرا دل اور مضبوط ہوگیا کہ میری بات کمزور نہیں ہے۔ پھر تیسرے استاد مولوی عبدالوہاب صاحب کے پاس گیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو بڑا قصہ ہے۔ اس کا تو مدعی موجود ہے جو کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں اور جس عیسیٰ کی آمد کا لوگ انتظار کر رہے ہیں وہ مَیں ہوں۔ مَیں نے کہا پہلی بات تو میری سمجھ میں آ گئی ہے مگر دوسری کا ابھی پتہ نہیں لگا۔انہوں نے کہا کہ مَیں پنجاب میں گیا تھا۔ بائیس دن وہاں رہا۔ اُن کا ایک مرید مولانا نورالدین ہے۔حکمت میں تو اُس کا کوئی ثانی نہیں اور مَیں نے اُس کے دینی درسوں کو بھی سُنا ہے۔ بڑے بڑے مولوی اُسکے سامنے دَم نہیں مار سکتے۔ انہوں نے اپنی بیعت کا ذکر نہ کیا۔ (گویہ مولوی صاحب بیعت کر آئے تھے لیکن اس نوجوان کے سامنے بیعت کا ذکر نہیں کیا) کیونکہ وہ مخالفت سے ڈرتے تھے۔ مجھے کہنے لگے کہ اونچا مت بولو۔مولوی عبدالغفور صاحب سُن لیں گے۔ (کوئی دوسرے غیر احمدی مولوی تھے جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔) مَیں نے کہا مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں۔ مَیں صداقت کے اظہار سے کیسے رُک سکتا ہوں۔ خیر اسی طرح پڑھتے پڑھتے 1905ء کا زمانہ آ گیا۔ (کہتے ہیں میں نے پڑھائی جاری رکھی۔ سال 1905ء آ گیا۔) حضرت صاحب دہلی تشریف لے گئے اور الف خان صاحب سیاہی والے کے وسیع مکان میں فروکش ہوئے۔ ہزارہا لوگ آپ کو دیکھنے کے لئے گئے۔ مَیں بھی گیا۔ میں مخالف مولویوں کے ساتھ گیا۔ اُن میں طلباء زیادہ تھے اور ہمارے سرغنہ مولوی مشتاق علی تھے۔ انہوں نے حضرت صاحب پر کچھ اعتراض کرنے شروع کئے جس پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ آپ ٹھہر جائیں اور حضرت مفتی محمد صادق صاحب سے کاغذ اور قلم دوات لے کر ایک مضمون لکھا اور وہ مولوی مشتاق علی صاحب کو دیا کہ آپ اُسے پڑھ لیں۔ اگر کوئی لفظ سمجھ نہ آئے تو مجھ سے دریافت کر لیں اور ساتھ ہی اس کا جواب بھی لکھ لیں۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہیں ایک چھوٹا سا مضمون لکھا، اُس غیر احمدی مولوی کو ہی دیا کہ اسے پڑھ لیں اور سمجھ نہ آئے تو مجھ سے پوچھ لیں اور ساتھ جو مَیں نے مضمون لکھا ہے اس کا جواب مجھے لکھ دیں۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس غیر احمدی مولوی کو یہ کہا کہ) پہلے آپ میرا مضمون سنا دیں (خود ہی پڑھ کے،) اس کے بعد اس کا جواب (جو آپ لکھیں گے وہ) سنا دیں۔ (تو) مولوی صاحب نے بغیر جواب لکھے حضرت صاحب (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا مضمون سنانا شروع کر دیا۔حضرت صاحب نے پھر فرمایا کہ اگر جواب آپ لکھ لیتے تو اچھا تھا۔ (خود بھی اس کا جواب لکھ لیتے تا کہ وقت نہ ضائع ہوتا۔) مگر انہوں نے کہا کہ نہیں۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مضمون پڑھنا شروع کر دیا کہ) مَیں زبانی جواب دے دوں گا۔ (مجھے آپ کے اس مضمون کا جواب لکھنے کی ضرورت نہیں۔) خیر انہوں نے حضرت صاحب کا مضمون پڑھ کر سنا دیا اور جب سارا مضمون پڑھ کے سنا دیا تو (اس کے بعد) دیر تک خاموش کھڑے رہے۔ جواب نہیں دے سکے۔ساتھ کے طلباء میں سے بعض نے کہا کہ اگر ہم کو یہ معلوم ہوتا کہ آپ جواب نہیں دے سکیں گے تو ہم کسی اور کو سرغنہ بنا لیتے۔آپ نے ہمیں بھی شرمندہ کیا۔

(خطبہ جمعہ 2/ مارچ 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

سانپوں سے بچنے کا علاج

ایک دفعہ میں قادیان مقدس میں ہی تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بارگاہ اقدس میں افریقہ کے ایک احمدی دوست کا خط موصول ہوا جس میں انہوں نے حضور اقدسؑ کی خدمت عالیہ میں لکھا تھا کہ حضور اس علاقہ میں سانپ بہت زیادہ ہیں کیا کیا جائے۔حضور اقدسؑ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ آخری تین قُل پڑھ کر رات کے وقت جسم پر پھونک لئے جائیں۔

(حیات قدسی از مولانا غلام رسول راجیکیؓ صفحہ 21)

مرسلہ: ناصرہ احمد، کینیڈا

25 اگست 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	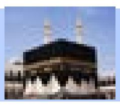	04:43	18:43
مدینہ منورہ	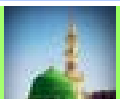	04:39	18:47
قادیان	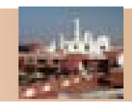	04:34	19:01
ربوہ	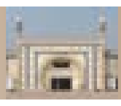	04:14	18:41
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:36	20:04